



سوال

(71) جب مقتدی رکوع کی حالت میں ملے تو کیا تکبیر تحریمہ کہے یا تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جب مقتدی نماز کے لئے مسجد میں آئے اور امام رکوع کی حالت میں ہو تو کیا وہ تکبیر تحریمہ کہے یا تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

زیادہ افضل اور محتاط بات یہ ہے کہ وہ دو تکبیریں کہے۔ ایک تکبیر تحریمہ جو کہ نماز کا رکن ہے اور اس تکبیر کو کھڑے ہو کر کہنا ضروری ہے اور دوسری تکبیر رکوع

کے لئے اس وقت کہ جب وہ رکوع کے لئے جھک رہا ہو اور اگر رکعت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو علماء کے صحیح قول کے مطابق تکبیر تحریمہ ہی کافی ہوگی کیونکہ دونوں عبادتیں بیک وقت جمع ہو گئی ہیں، لہذا بڑی عبادت چھوٹی سے کفایت کرے گی۔ اکثر علماء کے نزدیک رکعت بھی صحیح ہوگی کیونکہ امام بخاریؒ نے ”صحیح“ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ اس وقت آئے جب نبی کریم ﷺ حالت رکوع میں تھے تو انہوں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع شروع کر لیا اور اسی طرح رکوع میں صف میں شامل ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ تمہارے شوق میں اضافہ فرمائے دوبارہ ایسا نہ کرنا۔“ یعنی دوبارہ صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع نہ کرنا بلکہ مسجد میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ وہ صف کے ساتھ مل کر رکوع کرے آپؐ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس رکعت کے دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا، جس سے معلوم ہوا کہ یہ رکعت ہو گئی۔ (1) ایسے نمازی کے حق میں فاتحہ ساقط ہو جائے گی کیونکہ اس کا محل باقی نہ رہا اور وہ قیام ہے۔ جو علماء مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ فرضیت کے قائل ہیں، ان کے نزدیک اس حدیث کی صحیح توجیہ یہی ہے۔

(1) وضاحت: سماحہ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مذکورہ فتویٰ میں فرمایا ہے کہ ”آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس رکعت کے دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا، جس سے معلوم ہوا کہ یہ رکعت ہو گئی۔ ایسے نمازی کے حق میں فاتحہ ساقط ہو جائے گی کیونکہ اس کا محل باقی نہ رہا اور وہ قیام ہے۔“

جو لوگ فاتحہ کے وجوب کے قائل نہیں ان کی تو بات ہی چھوٹی ہے لیکن جو لوگ فاتحہ کے وجوب کے قائل ہیں ان کے نزدیک تو فاتحہ کے بغیر نماز درست ہی نہیں ہوتی اور عقلی و نقلی دلائل سے ترجیح بھی اسی بات کو ہے کہ ایسے شخص کی رکعت شمار نہیں ہوگی بلکہ اس کو وہ رکعت پڑھنی پڑے گی جس میں اس نے فاتحہ نہیں پڑھی۔ اس کے کئی وجوہ ہیں۔

(۱) سورہ فاتحہ، امام و ماموم اور ہر ایک نمازی پر واجب ہے چاہے وہ مقیم ہو یا مسافر، نماز سری ہو یا جہری، جس طرح کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اس طرح باب ”باندھا ہے“ باب وجوب القراءة للامام والمأموم فی الصلوات کما فی الحضرة والسفر وما یہر فیہا وما یخافت“

(صحیح البخاری، کتاب الاذان - باب ۹۵ ص ۱۰ - مطبوعہ ادارہ السلام للنشر والتوزیع الرياض سعودی عرب)



(۲) عن عبادة بن الصامت رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا صلوة لمن لم يقرأ بام القرآن (متفق عليه) اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہے، تو کیا جو شخص ایک رکعت میں تو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اور باقی نماز میں پڑھے اس کی نماز ہو جائے گی؟ اس کا جواب ہے ”نہیں ہوگی“ کیونکہ سورۃ فاتحہ نماز کا رکن ہے جب رکن کسی بھی جگہ ساقط ہوگا نماز ناقص ہوگی اور یہی بات صحیح مسلم کی اس حدیث سے بھی معلوم ہوتی ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان فرماتے ہیں ”من صلی صلوۃ لم یقرأ بام القرآن فی خداج ثلاثا غیر تمام“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے، وہ پوری ہی نہیں، بعینہ اسی طرح جس طرح ایک حاملہ اونٹنی وقت سے کچھ ماہ قبل اپنا ناقص الخلقہ بچہ گرا دے اور ہر شخص جانتا ہے کہ اس طرح کا بچہ کسی بھی کام کا نہیں ہوتا تو جو شخص ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھے گا اس کی کم از کم وہ ایک رکعت تو ناقص ہی ہوگی اور یہ بات کس طرح ممکن ہے کہ کسی شخص کی ایک رکعت تو ناقص اور غیر مکمل ہو جبکہ باقی نماز مکمل ہو! پھر یہ بھی بات ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے اوپر اپنے بندے کے درمیان نماز آدمی آدمی تقسیم کر دی ہے۔ الخ۔ پھر آپ ﷺ نے جب تقسیم بیان فرمائی ہے تو وہ فاتحہ کتاب کی تقسیم ہے۔ اب اگر کوئی شخص ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس شخص کی کم از کم وہ ایک رکعت تو اس تقسیم انعام سے محروم اور خالی ہے۔ پھر وہ حدیث بھی پیش نظر رہنی چاہئے جس کو امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”صحیح“ میں اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”سنن“ میں بیان فرمایا ہے، اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں ”لا تجزئ صلاۃ لا یقرئ فیہا فاتحہ الكتاب“ اس حدیث کے الفاظ اپنے اس مفہوم میں قطعی طور پر واضح ہیں کہ جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور نہ اس کی نماز اس کو کفایت کرے گی کیونکہ ”لا تجزئ“ کا معنی یہی ہے کہ ”لا تکفی ولا تصح“ اس لئے جس رکعت میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی گئی کم از کم وہ رکعت تو صحیح نہ رہی۔ اب اس رکعت کو صحیح کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ رکعت سورۃ فاتحہ سمیت پھر پڑھی جائے۔

(۳) حدیث ”لا صلوة“ میں ”لا“ نفی جنس کا بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس رکعت میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی گئی وہ رکعت ہی سرے سے ”جنس نماز“ سے نہیں ہے۔ اب اگر کوئی شخص نماز ظہر، عصر یا عشاء کی پہلی رکعت کے رکوع میں شامل ہوتا ہے تو اس کے اس رکعت میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے سے یہ پہلی رکعت تو ”جنس نماز“ میں شمار ہی نہیں ہوگی۔ اسی طرح نماز مغرب اور نماز صبح کا حال ہوگا۔

(۵) تندرست آدمی کے لئے قیام شرط ہے، یعنی اگر کوئی آدمی طاقت رکھنے کے باوجود فرض نماز کے قیام کا تارک ہے تو اس کی نماز بھی از روئے شریعت درست نہیں ہے کیونکہ جس طرح رکوع یا سجدے کے تارک کی نماز درست نہیں ہو سکتی اسی طرح قیام نہ کرنے والے شخص کی نماز بھی درست نہیں ہو سکتی۔ مد رکوع کی رکعت کو جائز قرار دینے کے لئے یہ کہنا کہ ”لیسے نمازی کے حق میں فاتحہ ساقط ہو جائے گی کیونکہ اس کا محل باقی نہ رہا اور وہ قیام ہے۔“ ”جس طرح کہ فضیلۃ الشیخ حفظہ اللہ تعالیٰ نے موقف اختیار فرمایا ہے) ”اس سے اولیٰ و احوط یہ ہے کہ یہ بات کہی جائے چونکہ اس شخص کا قیام اور سورۃ فاتحہ یعنی دور کن رکعتیں ہیں لہذا اس کو یہ رکعت دوبارہ پڑھنی چاہئے۔“

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ ”لا تعد“ کی بھی تین وجہیں ہو سکتی ہیں ایک تو وہی جو کہ عامہ محدثین نے بیان کی ہیں لا تعد یعنی آئندہ ایسا نہ کرنا۔ دوسری یہ کہ لا تعد یعنی تو نماز نہ دہرا (تیسری نماز درست ہوئی) تیسری یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ ”لا تعد“ یعنی دوڑ کر نہ آیا کر۔ جب یہ تینوں احتمال موجود ہیں تو پھر دلائل قویہ کو پس پشت کیوں ڈالا جائے؟

(۷) ایک بات یہ بھی ہے کہ جب یہ معلوم امر ہے کہ نماز میں فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے تو جس رکعت میں یہ نہیں پڑھی جائے گی اس جگہ سے تو فرض ”ساقط“ ہو گیا اب وہ نماز کیونکر پوری اور درست قرار دی جا سکتی ہے جس کی ایک رکعت میں نہ تو قیام شرعی کیا گیا ہو اور نہ سورۃ فاتحہ پڑھی گئی ہو نیز ایسی نماز (صلوۃ اکراہیہ متونی اصلی) کے تقاضوں کے بھی خلاف ہے۔

(۸) رسول اللہ ﷺ کا ایک معروف حکم ہے کہ

”صل ما درکت واقتض ما سبقک“ یعنی جو نماز تو امام کے ساتھ پالے وہ پڑھ لے اور جس سے تو مسبوق ہو جائے اس کی قضاء دے، تو جو شخص ایک رکعت کا قیام نہیں پاسا کا ظاہر ہے کہ یہ

تخص پہلی رکعت کے قیام سے مسبوق ہو چکا ہے لہذا یہ تخص رسول اللہ ﷺ کے حکم ”واقض ماسبقک“ کا شرعاً مامور ہے اور اس کے حکم کی تعمیل کا اس کے علاوہ دوسرا کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ایسا شخص وہ رکعت دوبارہ پڑھے جس کا قیام یہ شخص نہیں پاسکا۔

(۹) رسول اللہ ﷺ سے یہ حکم بھی صراحتاً موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

«من وجدني قائماً ورأى العا وساجداً فليكن معي على الحال التي أنا عليها» (سنن سعيد بن منصور من رواية عبد العزيز بن رفيع عن أناس من أهل المدينة بحواله فتح الباري مع صحيح بخاري كتاب الاذان ج ۲- ص ۲۶۹ ط: السلفية) اس حدیث کا تو مطلب بھی یہی ہے کہ کسی مقتدی کو یہ حق ہی نہیں ہے کہ وہ امام کی مخالفت کرے یعنی امام تورکوع میں ہو اور مقتدی قیام کر رہا ہو یہ درست نہیں ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس کے اس حکم کے ذریعے کہ

”وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ“ ہمیں اس بات کا پابند کر دیا ہے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ ہمیں دیں ہم وہ لے لیں، تو اس حکم الہی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہم یہ سوچیں بھی نہ کہ جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی وہ رکعت، رکعت بھی شمار ہو سکتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے امت کو کوئی ایسی نماز دی ہی نہیں ہے جس میں کوئی رکعت قیام اور سورہ فاتحہ سے خالی ہو۔

حداماً عندی واللہ اعلم بالصواب

مقالات و فتاویٰ

ص 226

محدث فتویٰ